

افکار و تاثرات

قارئین، ہمام مدیر

برادرِ مرشد الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خوشی ہو رہی ہے کہ خانوادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے ایک بار پھر آپ کی صورت میں ایک صاحبِ قلم ابھر رہا ہے۔ مجھے ہمیشہ شیخ الحدیث حضرت الاستاد مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ سے شکوہ رہا تھا کہ آپ نے نقش آغاز لکھنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ کیا اس کی ضرورت نہیں رہی؟ وہ اپنی اہمیت کھو گئی یا آپ ہمت ہار گئے؟ لیکن الحمد للہ ”جہیز“ نے کام کر کے دکھایا اور وہ کمی آپ کی صورت میں پوری ہو گئی اور ایک بار پھر یہ ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ آدمی عصر حاضر کی کسی یونیورسٹی میں جر نلزم کے شعبے میں پڑھ چکا ہو۔ بلکہ یہی مدارس چٹائیاں اور ٹاٹ اب بھی مختلف میدانوں کے نئے اہل افراد تیار کرتے ہیں۔ پھر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ پر آپ نے ان کے متعلق الحق کی خصوصی اشاعت کے لوار یہ میں جو کچھ لکھا تھا وہ واقعی مثالی تھا۔ ع اللہ کرے زور قلم لور زیادہ

ماہنامہ الحق میں دارالعلوم کے شب وروز کے عنوان میں آئے روز بین الاقوامی سکالرز مغربی صحافیوں اور بالخصوص مغربی و فو و سفارت کاروں اور سیاستدانوں وغیرہ کی آمد کے متعلق پڑھتا رہتا ہوں۔ ان کا آنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیک فال ہے اس حوالے سے کہ شاید اگر وہ انصاف کی آنکھ سے دیکھیں اور صحیح احوال دنیا کے سامنے پیش کریں کہ بھئی یہ مدارس اسلامیہ دہشت گرد نہیں بلکہ ”مذہب دہشت گردی“ کے دور میں یہ صحیح انسان کامل پیدا کر رہے ہیں۔ یہی دنیا کو امن دوستی کا گوارہ بنانے والے ہیں۔ فرزند اقبال کے بعد جنرل حمید گل کا آنا اور طالبان دارالعلوم کی تحسین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اب حقائق کھل رہے ہیں۔ اور مغرب اور ان کی نینالوجی سے متاثر حضرات بھی سمجھنے لگے ہیں کہ اصل فکر یہیں سے مل رہی ہے اور میں تو کبوں گا کہ یہ ہمارے شیخ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی زندہ جاوید کرامات ہیں کہ آج دارالعلوم حنائیہ پوری دنیا کے توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں (امریکہ) میں اپنے خطبات، درس، لیکچرز میں دارالعلوم حنائیہ اور اسکی خدمات کا تذکرہ کرتے۔ یہاں کے بانیوں کو ان مدارس کی اہمیت سے آگاہ کرتا رہتا ہوں۔ ایک وقت یا ایک ”برزخی کیفیت“ ایسی بھی گذاری ہے جبکہ سیاسی جمیلوں نے کچھ ابنائے دارالعلوم کو بظاہر کسی حد تک لائق کر دیا تھا۔ لیکن ذاتی طور پر میں تو کبوں گا ٹھیک ہے کہ سیاسی سطح اور میدان میں راقم دوسری جانب کو صحیح سمجھتا تھا لیکن اس کے باوجود دارالعلوم لور خانوادہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ سے عقیدت میں میں نے کبھی خلل نہیں آنے دیا۔ لیکن الحمد للہ ایک بار پھر دارالعلوم کے ساتھ ساتھ

مولانا فضل الرحمان صاحب بھی مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے کے لئے دارالعلوم تشریف لائے تھے اور بیان بھی کیا۔ یہ پڑھ کر انتہائی خوشی محسوس ہوئی۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ پرانے روٹھے ہوئے ساتھیوں سمیت اغیار بھی دارالعلوم آنے شروع ہو رہے ہیں جب اپنے آپس میں مل جاتے ہیں تو انکی عزت ووردوں کی نظروں میں بھی بڑھ جاتی ہے۔ محترم قاری عبداللہ صاحب مہوں والے کا مکتوب دیکھا تو مزید خوشی ہوئی کہ وہ بھی آپ کے ساتھ مشفقانہ تعلق رکھتے ہیں ورنہ کچھ لوگ ایسے تھے جو ان حضرات کی ہر وقت مخالفت کرتے تھے۔ اور انہوں نے ہی دوریاں پیدا کیں۔ نئے ملکی اور عالمی حالات میں دارالعلوم کے تمام ابناء اور جمعیت کے راہنماؤں کا اکٹھا ہونا انتہائی نیک اور خوشگوار فال تمام احباب کو سلام کو عرض کریں۔

والسلام

(مولانا) قاضی فضل اللہ حقانی

Islamic Centre Northridge USA

جناب راشد الحق حقانی صاحب

السلام وعلیکم۔ امید ہے ظیر و عافیت ہوں گے۔

جولائی ۲۰۰۰ء الحق کا ادارہ ”تحریک طالبان افغانستان سے چند گزارشات“ بہت پسند آیا۔ اس کی کئی فوٹو کاپیاں کیں اور یہاں ہمدردوں میں تقسیم کیں تاکہ وہ اس پر غور کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں ایک تفصیلی مضمون لکھوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے ”الحق“ کے آئندہ شماروں میں شائع کر دیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پورے قضیہ اور اس سے متعلقہ معاملات کا از سر نو مطالعہ کیا جائے اور اس سلسلے میں غیر جذباتی انداز اختیار کیا جائے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ خود احتسابی کی روایت کو ایک کلچر کے طور پر اختیار کیا جائے اس سے بہت سے غلط فیصلوں سے محفوظ رہنا ممکن ہو جائے گا۔ ۱۹ویں صدی کے لوائل میں سید احمد شہیدؒ کی جہادی مساعی اپنے مطلوبہ مرام تک کیوں نہ پہنچ سکیں؟ ۱۹۱۹ء کے بعد دیوبند کے اکلہ حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مسلح تحریکات کی جبکہ پرامن عوامی اور سیاسی جدوجہد کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ یہ وہ نکات ہیں جن کا مطالعہ دینی طبقوں کے لئے بہت اہم ہے۔ خاص کر دور معاصر میں ان تحریکات کا بھرپور جائزہ اور معروضی سمجھ بہت ضروری ہو گئی ہے۔ ہماری ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ اسلامی تاریخ سے دینی طبقوں کی واقفیت زیادہ عمیق نہیں ہے۔